مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ — کراچی

اسلام ہماری زندگی اور تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے علم سے جو طبعی قوت ہاتھ آتی ہے اسے دین کے ماتحت رہنا چاہیے اگر یہ دین کے تحت نہ رہے تو محض شیطنت ہے لہذا مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ علم کو مسلمان کریں۔ بولہب را حیدر کرار کن، اگر ایسا ہو تو علم کی یہ قوت بنی نوع انسان کیلئے سراپا رحمت ہے۔" علامہ اقبالؒ

جلد نمبر ۳

۱۵ تا ۲۱ محرم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء

شمارہ نمبر ۱۷

شمائل نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رح

۵ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا و کفانا و اٰوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واٰوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی - تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ عم نوالہ کے لیے ہیں جس نے شکم سیر فرمایا اور سیراب کیا اور ہماری مہمات کے لیے خود کفایت فرمائی اور سونے کے لیے ٹھکانا مرحمت فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے۔

فائدہ۔ چونکہ عادت اللہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہ وعم نوالہ پر اپنے کاموں کو چھوڑ دیتا ہے حق تعالیٰ جل شانہ بھی اس کے کاموں کو غیب سے پورا فرماتے ہیں و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ جس کا کسی نے ترجمہ کیا ہے ؎ خدا خود میر سامان است ارباب توکل را۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ مضمون بدرجۂ الاتم ہونا ہی چاہیئے تھا۔ اس لیے وہاں کفایت بھی علیٰ وجہ الاتم ہوتی تھی۔ اس کے بعد جو شخص جتنا زیادہ بھروسہ اللہ جل شانہٗ پر کرتا ہے اتنا ہی حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اس کی اعانت ہوتی ہے متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جس شخص کو فاقہ پہنچے اور وہ لوگوں سے اس کے ازالہ کی درخواست کرے تو اس کی حاجت پوری نہیں کی جاتی اور اگر اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں اس کو پیش کرے تو بہت جلد کسی نہ کسی طرح سے اس کی ضرورت پوری کر دی جاتی ہے ایک حدیث میں حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اے آدمی کے بچے اگر تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جائے تو میں تیری ضرورتوں کو پورا کروں اور تیرے دل کو غنا سے بھر دوں ورنہ تیرے دل کو تفکرات سے بھر دوں گا اور ضرورتیں پوری نہ ہونے دوں گا - جو لوگ دینی کاموں میں مشغول ہونے کے لیے ضروریات سے فراغت کا انتظار دیکھا کرتے ہیں وہ اس سے سبق حاصل کریں کہ ضروریات سے فراغت کا راستہ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے کاموں میں مشغول ہونا ہے۔ حدیث بالا میں جو دعا نقل کی گئی ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ ہر شخص کو اپنی حالت میں شکر کرنا ضروری ہے کہ زیادتی انعام کا ذریعہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ ۔ اگر تم شکر کرتے رہو گے تو میں اپنے احسانات میں اضافہ کروں گا اور اس طرف متوجہ فرمایا کہ اپنے سے کمتر کی حالت کی طرف بھی غور کرنا چاہیئے۔ تاکہ شکر دل سے نکلے کتنے آدمی دنیا میں ایسے ہیں جن کو کھانا میسر نہیں

باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت
کراچی

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۱۷

فہرست

۱ــ فضائل نبوی
حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ ۲

۲ــ قادیانی نخیزان ابیس
الاستفتاء ۴

۳ــ ابتدائیہ
عبدالرحمن یعقوب باوا ۵

۴ــ مرزا غلام احمد اپنے مرید خاص کی نظر میں
مولانا تاج محمد ۶

۵ــ منکرات محرم
بنت محمد حیات خان ۸

۶ــ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء
انگریز مورخ کے قلم سے ۱۰

۷ــ آپ کے مسائل کا جواب
ترتیب مولانا منظور احمد الحسینی ۲۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ ساشر ومینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

دارالعلوم کورنگی کا ایک اہم فتویٰ

قادیانی کمپنی شیزان ایمپس

کے مالک ہمیں نماز نہیں پڑھنے دیتے ۔ مسلمان ملازمین کا سوال

شیزان ایمپس کا مالک سخت تعزیری سزا کا مستوجب ہے

مورخہ:۔ ۱۳ر ستمبر ۸۳ء

جناب قبلہ مفتی صاحب

دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کہ ہم "شیزان ایمپس"، ملٹری سرو سز کلب بلڈنگ نزد ہوٹل میٹروپول ۔ میری ویدر روڈ کراچی نمبر ۴ ۔ میں عرصہ دراز سے ملازمت کر رہے ہیں ۔ اور روزے نماز کے پابند ہیں ۔ جبکہ مذکورہ ادارہ کا مالک "قادیانی" ہے ۔ اور یہ کہ ہم ملازمین کو دوران ڈیوٹی نماز کے اوقات میں فرض نماز ادا کرنے سے روکتا ہے ۔ اگر اس کے منع کرنے کے باوجود نماز پڑھی جائے تو ہم ملازمین "شیزان ایمپس" کو چارج شیٹ دیجاتی ہے اور دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں ۔ کہ اگر نماز پڑھی تو نوکری سے نکال دیا جائے گا اور حکم دیا جاتا ہے کہ کام کے دوران اگر کسی نے نماز پڑھی تو اسے چارج شیٹ اور سسپنڈ ۔ اور اگر نماز پھر بھی پڑھی گئی تو نوکری سے نکال دیا جائے گا۔

براہ کرم اس مندرجہ بالا تحریر کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے وضاحت کیجئے ــــــــ والسلام

العارضون

(۱) محمد عمران (۲) محمد رمضان (۳) عبدالستار (۴) محمد صدیق (۵) عبدالریاض : ملازمین شیزان ایمپس ۔ کراچی ۴

دارالعلوم کا جواب

الجواب ومنہ الصدق والصواب :۔

اگر یہ بات واقعتہً درست ہے کہ وہ شیزان ایمپس کا مالک دوران ڈیوٹی اپنے ملازمین کو نماز کے اوقات میں فرض نماز ادا کرنے سے روکتا ہے اور اس کے منع کرنے کے باوجود نماز پڑھی جائے تو نماز پڑھنے والے ملازمین کو چارج شیٹ دی جاتی ہے ۔ اور یہ دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں کہ اگر کسی ملازم نے ڈیوٹی کے دوران نماز پڑھی تو نوکری سے نکال دیا جائے گا تو شیزان ایمپس کا مالک سخت تعزیری سزا کا مستوجب ہے ۔

چونکہ تعزیر کا تعین اور اس کا نفاذ حاکم کی صوابدید پر موقوف لہٰذا ایسے شخص کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے سول یا فوجی عدالت سے رجوع کیا جائے ۔ جُرم ثابت ہونے پر عدالت جیسی اور جتنی سزا دینا مناسب سمجھے ، دی سکتی ہے ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

حررہ محمد [illegible]

دارالافتاء

دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۴۰۴ھ

مہر دارالافتاء فتویٰ نمبر ۳/۲۱۷

۳۵ - ۲

۲۷/۱۲/۱۴۰۳ھ

ابتدائیہ

مسلم دشمنی کی بھی حد ہو گئی

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں ایک غیرمسلم قادیانی ٹولہ مسلم دشمنی میں اس حد تک بڑھ گیا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں کی مشہور فرم "شیزان" سے ملحق ایک اسنیک "شیزان ایمبس" کی انتظامیہ تعصب کا شکار ہو کر گری ہوئی حرکت کرنے سے بھی باز نہیں آتی۔ انتظامیہ نے ظالمانہ کارروائیوں سے مسلمان ملازمین کو پریشان کر دیا ہے۔

ہمارے علم میں جو بات آئی ہے وہ یہ کہ مذکورہ قادیانی فرم "شیزان ایمبس" کی ظالم انتظامیہ اپنے ماتحت مسلمان ملازمین کو نماز (جیسی اہم ترین عبادت) سے روک رہی ہے۔ اور جو مسلمان ملازمین دورانِ ڈیوٹی نماز پڑھتے ہیں انہیں چارج شیٹ دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انہیں نوکری سے نکالنے کی دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں۔ بھلا ایک پابندِ صوم و صلوٰۃ کب ان دھمکیوں سے مرعوب ہو سکتا ہے۔ کمپنی کے مسلمان ملازمین نے اس سلسلے میں شرعی مسئلہ جاننے کی غرض سے دارالعلوم کورنگی سے رجوع کیا۔ دارالعلوم نے جو جواب دیا ہے۔ ہم اسے من و عن عوام کی آگاہی کے لئے شائع کر رہے ہیں۔

ہمیں یہ تسلیم ہے کہ دوران ڈیوٹی مسلمان ملازمین کے نماز پڑھنے سے ان کے کاروبار میں حرج واقع ہوتا ہے لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ نماز جو اسلام کی بنیاد ہے اور اسے وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ اس سے کیسے روکا جا سکتا ہے۔ آخر اس ملک میں بہت سے اور بھی غیرمسلموں (عیسائیوں، ہندوؤں وغیرہ) کے تجارتی ادارے موجود ہیں۔ ان کے یہاں بھی اکثر مسلمان ملازمین کام کرتے ہیں۔ لیکن کبھی نہیں سنا گیا کہ انہوں نے ایسی شرمناک حرکت کرنے کی جسارت کی ہو۔

قادیانی فرم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا اکثر و بیشتر کاروبار مسلمانوں سے ہے۔ اگر پاکستان کے مسلمان بائیکاٹ کرنے پر اتر آئے تو پھر لوہے کے چنے چبانے پڑیں گے۔ لہٰذا انہیں ایسی حرکتوں سے باز آنا پڑے گا۔

سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ قادیانی فرم مسلمان ملازمین کو مراعات دینے پر کیوں تیار نہیں؟ جب کہ یہ غیرمسلم قادیانی ٹولہ ہمارے ملک کے سرکاری اداروں پر مسلط رہ کر بہت سی سہولتیں حاصل کر رہا ہے۔ قادیانیوں کو باوجودیکہ وہ ملک کے وفادار نہیں بہت سی رعائتیں مل رہی ہیں۔ اور حکومت ان کا ہر حال میں تحفظ بھی کر رہی ہے۔ قادیانیوں کی اس فرم نے یہ حرکت ایسے موقع پر کی ہے۔ جب کہ صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق ملک بھر میں مسلمانوں کو پنجگانہ نماز پڑھنے کی ترغیب دینے کیلئے ایک باقاعدہ "نظامِ صلوٰۃ" کا اعلان فرما چکے ہیں اور اس کے

مولانا تاج محمد صاحب
مدرس قاسم العلوم فقیروالی

مرزا غلام احمد اپنے مرید خاص کی نظر میں

منشی عبدالعزیز جن کا دوسرا نام نبی بخش تھا۔ مرزا غلام قادیانی کے حلقہ احباب میں ایک خاص مقام رکھتے تھے "ضمیمہ انجام آتھم" ص۴۲ پر جن مخلص مریدوں کے نام ایک فہرست کی صورت میں چھپے ہوئے ہیں مرید مذکور کا نام ۶۱ نمبر پر درج ہے منشی نبی بخش مع اہل بیت لکھا ہوا ہے۔ منشی عبدالعزیز یا نبی بخش قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور کے رئیس اور نمبردار تھے۔ مرزا صاحب کے نزدیک ان کا مرتبہ بمنزلہ اصحاب بدر تھا۔ اس "بدری صحابی" نے جو پوست کندہ حالات مرزا جی اور ان کے درباریوں کے لکھے ہیں اس سے مرزا قادیانی کی نسبت کچھ قلعی کھلتی ہے منشی عبدالعزیز نبی بخش مرزائیت کا اندرونہ، بیرونہ دیکھ کر سخت متنفر ہوئے اور مرزائیت سے تائب ہوگئے۔ مرزائیوں نے ان کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ ایڈیٹر اخبار "الحکم" نے ان کے خلاف مضمون لکھے۔ اس مرید خاص کا وہ مضمون جو "پیسہ اخبار" لاہور مطبوعہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰-۱۱ پر جسے درج کیا جاتا ہے۔ خط پڑھئے اور اندازہ لگائیے کہ یہ گھر کا بھیدی کس طرح لنکا ڈھاتا ہے۔ یہ خط "تازیانہ عبرت" سے لیا گیا ہے۔ جو مولانا کرم الدین دبیر کی تصنیف ہے۔

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار لاہور

السلام علیکم۔ "الحکم" کے ایڈیٹر نے آپ کے ریمارکس "حقیقۃ المہدی" پر ناراض ہو کر بہت زہر اگلا ہے اور آپ نے بعض باتوں کے لئے زور دیا ہے۔ چونکہ ان میں ایسی باتیں بھی ہیں۔ جن کا جواب میں اپنے ذمہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان کو قلمبند کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ان کو اپنے قیمتی پرچہ میں جگہ دیں۔ تاکہ ایڈیٹر "الحکم" (قادیانی اخبار) اور ان کے ہم خیالوں کے لئے تسلی کا موجب ہو۔ اول اپنے راسخ الخیال ہو چکنے کی نسبت جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس کے لئے میں امید نہیں کرتا کہ آپ کے پرچے میں جگہ ہو۔ اس کا مفصل بیان "الہلال" میں ہوگا۔ اس جگہ صرف اتنا بتا دینا کافی ہوگا۔ کہ مرزا صاحب نے کمال محبت کے باعث مجھے اپنے گھر میں وہ جگہ دی ہوئی تھی جس میں نواب محمد علی خاں صاحب مالیر کوٹلہ والے اترا کرتے تھے۔ اور وہ مکان ان کے مکان کی دیوار بدیوار ہے۔ اور اس دیوار میں ایک دریچہ بھی ہے۔ جس سے مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ جو میری بیوی سے کمال محبت رکھتی تھیں۔ ہر روز آکر رات تک اس مکان میں بیٹھا کرتی تھیں۔ یہاں کہ جب ہم بٹالہ میں تھے تو بیوی صاحبہ دو دفعہ وہاں بھی تشریف لائیں۔ مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کو اس کا بخوبی علم ہے۔ اس کی تحقیق رسالہ "الحکم" سے بھی کر لیجئے۔ اگر اسے سچ کہنا گوارا ہوگا تو انکار نہیں کرے گا۔ اگر میرے راسخ الاعتقاد ہونے میں کسی شیطانی رگ کے ذریعے فرق آگیا ہوتا اور اب وہ گو جاتا ہے کہ موجودہ خاص الخاص مریدوں میں سے کس کس میں شیطانی رگ ہے جو ہمارے ملک میں مشہور ہے (لنگڑے یا کانے میں ایک رگ زیادہ ہوتی ہے) تو مرزا صاحب جو ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کی ہر ایک بات وحی تصور کی جاتی ہے خدا تعالیٰ سے اس امر کی ضرور اطلاع پاتے اور اپنے گھر والوں کو ہمارے ساتھ سالطہ نہ کرنے دیتے۔

۲۔ مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ جب تمام جوان عورتوں کو جن کی نسبت مرزا صاحب گورداسپور کے مقدمہ

میں حلفاً بیان کر چکے ہیں کہ وہ عمر رسیدہ عورتیں ہیں ۔ صبح کو ہوا خوری کے لئے نکلتی تھیں تو ان کی حفاظت کا انتظام میرے سپرد ہوتا تھا ۔ اور ایک دفعہ بھی ان عورتوں کے ریوڑ کی حفاظت کے لئے کوئی دوسرا مرید مقرر ہوا ۔ اس ریوڑ میں ایڈیٹر "الحکم" کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی ۔ اب ایڈیٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ مجھ سے بڑھ کر کون راسخ الاعتقاد سمجھا جاتا تھا ۔

(۳) مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ عشاء کو بھی کبھی کبھی اپنی ہمجولنوں کے ساتھ باغ میں جایا کرتی تھیں اور ان میں ایڈیٹر "الحکم" کی بیوی بھی ہوتی تھی ۔ جو کوڈکبڈی میں شامل ہوتی تھی ۔ ایسے پرخطر وقت میں جبکہ عورتیں زیورات سے لدی ہوئی ہوتی تھیں ان کی حفاظت کا کام میرے ذمہ ہی ہوتا تھا ان سب باتوں کا علم ایڈیٹر "الحکم" کو بھی ہے اگر اس کے دل میں خداتعالیٰ کا ذرا بھی خوف ہو تو وہ جھوٹ نہیں بولیگا پھر جناب مرزا صاحب بھی موجود ہیں ۔

(۴) میں مرزا صاحب کے ۳۱۳ صحابہ کبار میں سے ہوں جن کی نسبت مرزا صاحب کا خیال ہے کہ ان کا وہی مرتبہ ہے جو جنگ بدر والوں کا تھا ۔ ان ۳۱۳ کی فہرست مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور پھر میرے نام کو چند اور کے ساتھ خصوصیت سے بیان کیا ۔

(۵) مرزا صاحب کی بیوی کو میری بیوی کے ساتھ یہ محبت تھی کہ انہوں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو میری بیوی کا بیٹا قرار دیا ۔ اور میرے لڑکے کو اپنا بیٹا قرار دیا ۔ اس پر انہوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا ۔ اور ہم نے زردے اور نمکین پلاؤ کی دیگیں پکائیں ۔ اور تمام مریدین قادیان کو دعوت دی ۔ ایڈیٹر "الحکم" نے بھی خوب پلاؤ گوشت سے پیٹ ٹھونسا ۔ اور اس وقت اسے ذرا خیال نہ آیا کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے ۔

(۶) مرزا صاحب نے اپنے خسر اور بیوی صاحبہ کے کہنے سے باغ کا اہتمام میرے ذمے ڈالا ۔ اور یہ ضرورت ان کو اس واسطے پڑی کہ آپ کی بیوی کو عورتوں کے ہمراہ باغ میں جانے اور دل بہلانے کا شوق ہے اور جب وہ باغ میں جاتی تھیں تو ٹھیکیدار باغ ان کو باغ کے اندر نہیں آنے دیتے تھے ۔ کیونکہ وہ خود درختوں سے پھل توڑنا چاہتی تھیں ۔ اس لئے انہوں نے اپنے فائدے کے لئے باغ میرے سپرد کیا ۔ اور جب تک باغ میرے پاس رہا مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ تمام عورتوں کو ہمراہ لاتی رہیں ۔ اپنے ہاتھوں سے پھل توڑتی رہی ہیں ۔ آتے وقت ہر عورت جھولیاں بھر کر اپنے خاوندوں کے لئے بھی لے جاتی رہی ہیں ۔ ایڈیٹر "الحکم" کی بیوی نے بھی ان کے آگے میوہ جات کئی مرتبہ نذر کئے ہوں گے ایڈیٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے محض مرزا صاحب کی بیوی کی خاطر غیروں کے پاس باغ فروخت نہیں کیا تاکہ ان کو اور ان کی ہمجولیوں کو کوئی تکلیف نہ ہو ۔

(۱) مرزا صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھانا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ۔ سو مرزا صاحب (غلام احمد) کی صحبت سے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ ان کے عقائد مخالف اسلام ہیں ۔ اور ان کا دعویٰ پیغمبری کا ہے ۔ اور اپنے منکروں کو کافر جانتے ہیں ۔ کیا یہ میرے لئے کافی نہیں ۔ رہی نماز سو خدا کے فضل سے کبھی ضائع نہیں ہوئی ۔ ہاں مرزا غلام احمد صاحب محض علماء اسلام کو سب وشتم کے تحریر کرتے وقت بہتر بہتر نمازیں جمع کر کے ضائع کر دیتے تھے ۔ ملکہ حج جو فرض عین ہے اس کو ضروری نہیں سمجھتے ۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ رحمت اللہ صاحب اور مولوی نورالدین جیسے متمول لوگوں کو قطعاً معاف کرا دیا ہے شیخ صاحب کو دیکھئے ولائت کو کیسے بھاگتے ہیں اور حج سے کس طرح ڈرتے ہیں ۔ زکوٰۃ کبھی مرزا صاحب نے نہیں دی ۔ حالانکہ گھر میں ہزارہا روپے کا زیور موجود ہے اور روزے تو جان بوجھ کر مریدوں سے چھڑا دیتے ہیں ۔ اگر کسی نے ذرا عذر کر دیا کہ مجھے فلاں تکلیف ہے تو روزوں کی معافی ہے میرا اعتقاد وہی ہے جو مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہونے سے پہلے تھا ۔ میں خود پنج بناء اسلام پر قائم ہوں ۔ اور جو شخص ہے ۔ میرے نزدیک مسلمان ہے ۔ میں حدیث کا منکر نہیں ہوں ۔ البتہ صرف ایسی حدیثوں کا منکر ہوں جن کے معنی مرزا صاحب من گھڑت کر کے ازداد پر لگاتے ہیں ۔

ایک ورق ابتدائی (حقیقۃ المہدی) بعد ترمیم جناب ایڈیٹر صاحب

منکراتِ محرّم

ل۔ا۔ بنت محمد حیات خاں

محرم اسلامی سال کا پہلا قمری مہینہ ہے۔ اس کے لغوی معنی معزز و محترم کے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی یہ لفظ اسی معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم

(حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں) اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد بے آب و گیاہ بستی میں تیرے محترم گھر کے پاس بسائی ہے" ــــــ محترم گھر سے مراد کعبۃ اللہ ہے۔ یہ اگرچہ اس وقت منہدم حالت میں تھا تاہم اس کی جگہ خوب پہچانی جاتی تھی۔ اور سب کی نگاہوں میں محترم و متبرک تھی۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ ہی ہے۔ اسی دن سے جب سے اس نے زمین و آسمان بنائے۔ ان میں سے چار مہینے خصوصاً حرمت والے ہیں۔ پس ظلم نہ کرو اپنی جانوں پر ان مہینوں میں" (سورۃ توبہ)

ان عظمت والے مہینوں میں باتفاق جمہور علماء پہلا مہینہ محرم الحرام کا ہے۔ باقی تین رجب ذی قعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے۔ اور ان میں قتل و قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی عظمت اور حرمت اور زیادہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فلا تظلموا فیھن انفسکم۔ اس لئے ان مہینوں میں طاعت زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ اور معصیت کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے

"انّ المعصیۃ فیھا اشد عقاباً والطاعۃ فیھا اکثر ثواباً"

حضرت تھانوی ؒ فرماتے ہیں:۔

"کہ متبرک اوقات میں معصیت کی برائی شدید تر ہوتی ہے۔ اور اسی میں متبرک مقامات کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے"

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ "محرم" کو "شھر اللہ" (اللہ کا مہینہ) کہا گیا ہے۔ جیسے دوسرے مقامات پر خانہ کعبہ کو بیت اللہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ محرم الحرام کی اسی بزرگی اور برتری کی بناء پر سرور کائنات فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم" ــــــ یعنی رمضان کے بعد سب مہینوں سے زیادہ افضل محرم کے روزے ہیں"

دوسری جگہ آتا ہے۔ جس نے ایام محرم میں سے ایک دن کا روزہ رکھا وہ دوسرے مہینوں کے تیس ایام کے برابر ہے۔ (غنیۃ الطالبین) شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے اس کی بہت سی وجوہات لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ جملہ کائنات اسی ماہ محرم میں شرفِ وجود سے مشرف ہوئی اور کائنات کے بہت سے اہم اور مہتم بالشان کام حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا بھی اسی ماہ مبارک میں ہوا۔

انہیں خصوصیات کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھا۔ اور آئندہ سال دو روزے رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کی فرضیت سے پہلے ہی عاشورہ کا روزہ آپ

ہو اور آپ ﷺ کی امت پر فرض تھا۔ مگر چونکہ اس کا زیادہ تر اہتمام یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال ایک روزہ کے اضافہ کا فیصلہ فرمایا تاکہ نہ تو یہود سے تشبہ ہو اور نہ ثواب میں کمی۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:۔ صوموا یوم عاشوراء وخالفوا

فیہ الیہود وصوموا قبلہ یوما او

بعدہ یوما۔ (احمد)

یعنی عاشورہ کا روزہ تو ضرور رکھو مگر یہود سے امتیاز کے لئے آگے یا پیچھے ایک دن کا اضافہ کرلو۔ نیز مسلم شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ:۔

احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی

قبلہ۔ او کما قال۔

مطلب یہ ہے کہ "مجھے غالب گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یعنی دسویں کے روزہ سے گذشتہ ایک سال کے گناہ معاف فرما دیں گے۔ (تکوین کائنات بالتغیر)

محرم کی دوسری فضیلت۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اس روز یعنی دسویں محرم کو اپنے گھر والوں میں فراخی کرے کھانے پینے میں سال بھر تک اس کی روزی میں برکت رہتی ہے۔ (او کما قال)

بدعاتِ محرم

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سال بھر کے مسنون اعمال میں لکھتے ہیں۔ اس مہینے میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی فضول اور واہیات رسوم ایجاد کرلی ہیں جو سب گناہ کی باتیں ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں

(۱) بہت سے لوگ ان دنوں تعزیہ بناتے ہیں اور بعض ان کو اس قدر ضروری سمجھتے ہیں کہ اگرچہ گھر میں کھانے کو نہ ہو قرض لینا پڑے۔ مگر تعزیہ ضرور بنے۔ خود تعزیہ بنانا بڑا گناہ ہے۔ اور بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضؓ اسمیں تشریف لاتے ہیں۔ اس لئے اس پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں اپنی عرضیاں پیش کرتے ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

(۲) بعض تعزیہ تو نہیں بناتے لیکن مرثیہ یا شہادت نامہ ضرور پڑھتے ہیں پھر اس کو پڑھ کر روتے چلاتے ہیں۔ جبکہ شریعت میں مصیبت کے وقت رونا درست نہیں ہے۔ نیز مرثیوں اور شہادت نامہ کی اکثر روایات موضوع ہیں۔

(۳) بعض لوگ ان ایام میں شربت چلاتے ہیں (خواہ سردیاں بھی ہوں) اور اس میں ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے شہیدوں کی پیاس بجھے گی کیونکہ وہ پیاسے شہید ہوئے تھے۔ تو سمجھنا چاہئے کہ ان کے پاس شربت نہیں پہنچتا بلکہ خلوص سے شرع کے مطابق ہوتا تو ثواب پہنچتا اور ثواب گرم اور سرد چیز کا یکساں ہے یہ نہیں کہ گرم شے کا ثواب گرم ہو اور ٹھنڈی شے کا ٹھنڈا ہو۔

(۴) بعض شہروں میں اس تاریخ میں روٹیاں تقسیم کیجاتی ہیں۔ اور ان کی تقسیم کا طریقہ یہ نکالا ہے کہ چھتوں کے اوپر کھڑے ہوکر روٹیاں پھینکتے ہیں جس سے کچھ لوگوں کے ہاتھ آتی ہیں اور اکثر زمین سے گر کر پیروں میں روندی جاتی ہیں جس سے رزق کی بے ادبی اور گناہ ہونا ظاہر ہے۔ حدیث میں اکرام رزق کا حکم اور اس کی بے احترامی پر وبال سلب رزق آیا ہے۔ خدا سے ڈرو اور رزق برباد مت کرو۔

(۵) بعض جہلاء ان ایام میں اپنی اولاد کو حضرت حسین رضؓ کے نام کا فقیر بناتے ہیں۔

(۶) بعض ان ایام میں گنگھر دھنیا مصالحہ تقسیم کرتے ہیں

(۷) بعض ان ایام میں شادی کو بُرا اور منحوس سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہمراہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسی ماہ ۷ھ کو ہوا اور ایک قول کے مطابق ام کلثوم بنت رسول ﷺ اللہ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی ماہ محرم میں ہوا۔

(۸) بعض لوگ محرم میں پیدا شدہ بچے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ سب عقائد غلط ہیں۔ ان سے پرہیز کرنی چاہئے

قسط نمبر (۱)

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

خونیں داستان

رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات

- میخیں گرم کر کے داغنا۔
- زندہ کھال اتارنا۔
- زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سینا۔

ایک انگریز مؤرخ کی زبانی

برصغیر کا وہ خونیں واقعہ جو ۱۸۵۷ء میں رونما ہوا ــــ انگریز اسے "غدر" اور مسلمان اسے جنگِ آزادی تصور کرتے ہیں۔ آج کی دنیا میں تہذیب و شائستگی کی بلندیوں کو چھونے والے ان انگریزوں نے ظلم و بربریت کی وہ تاریخ رقم کی ہے جس کو پڑھ کر انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

ایک اندازے میں مطابق ستائیس ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی۔ کہا جاتا ہے کہ سات دن برابر قتل عام جاری رہا۔ بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں سے جو سلوک کیا۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ جس کے تصور سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس دردناک منظر کی جو تصویر ایک انگریز مؤرخ ٹامس نے کھینچی ہے۔ اسے پڑھئے۔ ــــ (ادارہ)

ایک سو سے زائد انگریزوں نے اس درد بھری داستان کو افسانوں، ناولوں، تاریخی پیراؤں میں جس مکاری سے پیش کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ان کی گری ہوئی ذہنیت کا مظاہرہ کرتی ہے بلکہ فن تاریخ کے دامن پر ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہے، اس رویہ سے مقصود یہ تھا کہ انگریز دنیا میں حق پرست، منصف مزاج، بردبار، شریف الطبع، جوانمرد۔ فیاض، وفادار اور اولوالعزم ثابت ہوں۔ اور ہندوستانی جاہل وحشی، شیطان سیرت، ناتربیت یافتہ، غدار اور باغی ظاہر ہوں تاکہ ان کے دکھی دل کی پکار کوئی نہ سنے نہ ہی ان کی باتوں پر اعتبار کرے اور نہ ہی ان کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار کرے۔ ان کے اوپر جس قسم کا تشدد اور جبر اختیار کیا جائے اس کی شنوائی نہ ہو۔ اور انگریز قوم بے فکر ہو کر ان پر حکومت کرے، اپنا رعب داب، عظمت و وقار قائم رکھے اور من مانی باتیں ان سے منوائے، ہندوستان میں غلامی کی جڑیں مضبوط ہوں اور ہندوستانیوں کی دلی تمنائیں سب خاک میں مل جائیں۔ ان کے جذباتِ آزادی سرد پڑ جائیں۔ لیکن انگریز قوم کے اس پروپیگنڈے نے جہاں یہ کیا کہ ہندوستان میں انگریزی راج نہ صرف قائم ہی رہا بلکہ اس کی عمر نشتر سال اور دراز ہوگئی اور ابھی معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ تک رہے گی۔ وہاں اس نے ہندوستانیوں کے دلوں میں منافرت و حقارت کے جذبات کو اور بڑھا دیا۔ حریت اور آزادی کے ولولوں کو اور زیادہ تیز کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی سرزمین پر جنگِ آزادی کا ایک ہولناک اور تباہ کن طوفان پھر سے اٹھتا ہوا نظر آنے لگا۔ جس نے زمانے ایک مہیب انقلاب کی طرح ڈالدی اور تاریخ

ہند کے ناتمام صفحہ پر اتمام و تکمیل کا ضمیمہ شروع کر دیا۔

مسٹر ایڈورڈ ٹامس نے اسی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے انقلاب ۱۸۵۷ء پر ایک کتاب "دی آدر سائیڈ آف دی میڈل" یعنی "تصویر کا دوسرا رخ" کے نام سے لکھی۔ جس کے ذریعہ سے اس نے یہ کوشش کی ہے کہ ہندوستانیوں اور انگریزوں کی باہمی منافرت دور ہو جائے، اور انگریزی حکومت اور ہندوستانیوں میں مفاہمت اور دوستی و اعتماد کے روابط اچھی طرح قائم ہو جائیں تاکہ آزادی کے خطرات کا سدباب بوجہ احسن ہو سکے اس کتاب کے بعض اہم اقتباسات کا اردو ترجمہ ۱۹۲۶ء میں "الہلال" کے دو نمبروں میں شائع ہوا۔

مصنف نے انگریزوں کے جبر و استبداد کا کوئی ایسا واقعہ بھی نہیں لیا جو خود ان کے نزدیک قابل قبول نہ ہو انگریزوں کے برخلاف ہندوستانیوں کے عائد کردہ الزامات کو مصنف نے خود ان ہی کے خطوں اور دستاویزوں سے ثابت کیا ہے، اور ان تحریرات کی تائید میں پارلیمنٹ کے ریکارڈ اور حکومت کی محفوظ مسلوں کا حوالہ پیش کیا ہے۔

مثلاً یہ حقیقت کہ انگریزوں نے زندہ مسلمانوں کے جسم پر سور کی چربی مل کر پھانسی دیا یا زندہ آگ میں جلایا اور ہندوستانیوں کو مجبور کیا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کریں۔ اس کے متعلق مسٹر ڈی لین ایڈیٹر ٹائمز آف انڈیا جیسی معتبر اور مشہور ہستی اپنے ایک آرٹیکل میں اس پر وثوق کا اظہار کر چکی ہے۔ حکومت کے ذمہ دار افراد نے اس وقت سے لیکر اب تک اس کی تردید نہیں کی۔ حالانکہ حکومت کا پریس پر پورا قبضہ تھا۔

وائسرائے ہند لارڈ کیننگ نے لکھا۔

گورنمنٹ کی معتدل پالیسی پر حرف گیری کرنا اور اسے غدر کے پھوٹنے کی بناء قرار دینا درست نہیں۔ بلکہ درحقیقت اس آگ کا محرک وہ بیدردانہ سزا کا حکم ہے جو نہایت ہی ذلیل طریقے سے میرٹھ کی چھاؤنی میں صادر کیا گیا تھا، بنگالی مؤرخ بابو رمیش چندر دت جو کہ حکومت کا ایک مقتدر رکن رہ چکا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتداء میں شمالی اور وسطی ہندوستان کی فوج میں بغاوت شروع ہوئی، لیکن بعض سیاسی اور مذہبی اسباب کی وجہ سے اس نے وہاں کی بڑی بڑی جماعتوں میں پھیل کر ایک عام سیاسی بغاوت کی شکل اختیار کر لی۔ لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں ہندوستان کے بڑے بڑے حصوں کو یکے بعد دیگرے ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقبوضات میں شامل کئے جانے کی وجہ سے ہندوستانیوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے۔ کہ کمپنی کا منشاء دراصل تمام ہندوستان کو فتح کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے کمپنی نے تمام معاہدات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

نواب معین الدین حسن خاں جو ہمارے محاصرے کے وقت دہلی میں موجود تھے، لکھتے ہیں کہ

"میں اپنے قصے کو اس بیان سے شروع کروں گا۔ کہ ہندوستان میں انگریزوں کی موجودگی ہندوستانیوں کے نزدیک مداخلت بے جا کی حیثیت رکھتی ہے اور اودھ کو اپنی مملکت میں ملا لینے کے بعد یہ احساس اور زیادہ گہرا اور شدید ہو گیا۔

مسٹر ڈزرائیلی وزیراعظم انگلستان نے ۲۷ جولائی ۱۸۵۷ء کو اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ :۔

مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ بنگالی دستہ کے باغیوں نے محض فوجی تکلیفات کی بناء پر بغاوت نہیں کی بلکہ درپردہ وہ ملک کی عام سیاسی بے چینی میں اٹھے تھے دوسری قوموں کے جذبات کا احترام کرنا ہماری حکومت کا ہمیشہ سے اصول رہا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ملک کی تقریباً تمام مقتدر جماعتیں اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کر رہی ہیں۔ (بحوالہ دی انڈین ریویو آف دی میوٹنی صفحہ ۳۱،۳۲

لارڈ ابرٹس مسٹر ایلیسن کی ایک چٹھی کا اقتباس پیش کرتے ہیں جو اس نے غدر کے ایام میں بحیثیت سپہ سالار لارڈ کیننگ وائسرائے ہند کو لکھی تھی "کارتوسوں کا معائنہ کرنے کے بعد مجھے سپاہیوں کے اعتراضات پر مطلقاً کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ مجھے ہرگز یہ خیال نہیں تھا کہ کارتوسوں میں ایسی چکنی چیز کا استعمال کیا جائے گا۔ جو بالکل چربی ہے گولی کے دبانے کے بعد بندوق کے منہ کی جالی اسی چربی سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اپنی رائے کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کرتا ہے

”میری رائے میں ان کارتوسوں کے استعمال سے سپاہیوں کے مذہبی جذبات کو ناقابل یقین طریق سے ٹھکرادیا گیا ہے (یاد رہے کہ ان کارتوسوں میں سور کی چربی کا استعمال کیا گیا تھا) مصنف لکھتا ہے:۔

”افسوس ہے کہ اس پردہ پوشی پر بھی معاندانہ رنگ اختیار کیا گیا۔ یعنی انگریز مؤرخین نے اپنی قوم کی سیاہ کاریاں چھپانے میں تو پوری سرگرمی کا اظہار کیا۔ مگر دوسری طرف ہندوستانی زیادتیوں کی دل کھول کر تشہیر کی۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم ان مستور اور پوشیدہ واقعات کے رُخ سے نقاب الٹ کر ایک فیصلہ کن نظر ڈالیں۔ تاکہ دنیا کے سامنے اس تصویر کا دوسرا رُخ پیش کیا جاسکے، نیز غم وغصہ کی اس آگ کا اندازہ کیا جاسکے جو اس وقت تک ہندوستانی سینوں میں ہمارے خلاف سلگ رہی ہے“

دس جون ۱۸۵۷ء کو پشاور میں سرکاری حکم سے پھانسی دینے کا واقعہ ہی ایک ایسی روشن مثال ہے جو دنیا کے اطمینان کے لئے کافی ہوگی۔ ایک سو بیس انسانوں کو ایک ناکام مگر قبل از وقت بغاوت کے جرم میں ماخوذ کیا گیا۔

ان کے متعلق مسٹر نکلسن نے ڈپٹی کمشنر پشاور سے سفارش کرتے ہوئے کہا تھا۔”باغیوں کی کثیر تعداد ایسے اشخاص پر مشتمل ہے۔ جو بالارادہ بغاوت پر آمادہ نہیں ہوئے بلکہ ایک ہنگامے کے سیلاب میں بہ کر ان افعال کے مرتکب ہوئے اور اگرچہ انہوں نے اپنے افسران کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن انہوں نے اپنے افسران کا خون گرانا پسند نہیں کیا گو وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت نرمی کے خیالات کو ہٹا کر سختی کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ میری رائے میں آپ بے شک باقی باغیوں کو توپ سے اڑادیں۔ لیکن ایسے نوجوانوں کو جو بمشکل ابھی لڑکپن کی عمر سے گذرے ہیں اور ان سپاہیوں کو جو آخر وقت تک مطیع و فرمانبردار رہے ہیں اگرچہ آخر میں انہوں نے لغزش کھائی اور اپنے آپ کو بغاوت کے سیلاب کی نذر کردیا ہے۔ ضرور رحم کیا جائے“

اس پر سرجان لارنس نے لکھا ہے۔ چونکہ یہ لڑتے ہوئے گرفتار ہوئے ہیں۔ اس لئے کسی رحم کے مستحق نہیں۔

لیفٹننٹ رابرٹس نے پشاور کی متذکرہ صدر پھانسیوں کے بعد اپنی والدہ کو ایک چٹھی میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا۔

ہم پشاور سے جہلم پیادہ پا سفر کرتے ہوئے پہنچے اور راستہ میں کچھ کام بھی کرتے چلے آئے۔ یعنی باغیوں سے اسلحہ چھینا۔ اور ان کو پھانسیوں پر لٹکایا۔ چنانچہ توپ سے باندھ کر اڑا دینے کا جو طریقہ ہم نے اکثر استعمال کیا ہے۔ اس کا لوگوں پر ایک خاص اثر ہوا یعنی ہماری ہیبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی، یہ طریقہ سزا اگرچہ نہایت ہی دلخراش منظر ہے لیکن بحالات موجودہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ فوجی عدالت کے حکم سے فی الفور سر قلم کردیئے جاتے ہیں، اور یہی پالیسی اس وقت ہر چھاؤنی میں عمل میں لائی جاتی ہے

لارڈ رابرٹس کے نزدیک ان کی تحریر کے مطابق اس کام کا مقصد یہ تھا کہ:۔

”ان بدمعاش مسلمانوں کو یہ بتادیا جائے کہ خدا کے حکم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے

عہد گذشتہ میں سزا دینے کا کوئی دردناک طریقہ اگر بدن کے رونگٹے کھڑے کردیتا ہے، تو وہ میخیں گرم کرکے مجرموں کو داغنا ہے۔ دماغ پر اس سزا کا نہایت مہلک اثر پڑتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ بنگال کے سرکاری کاغذات میں اب بھی ایسی دستاویزیں محفوظ ہیں۔ جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز نہایت کثرت سے اس ہولناک سزا کا کثرت سے استعمال کرتے تھے، چنانچہ ایک انگریز افسر کی چٹھی ابھی تک محفوظ ہے جس میں اٹھارہویں صدی کے آخری دور کے حالات پر بحث کرتے ہوئے اس دردناک طریق سزا کی ذیل کے الفاظ میں مذمت کی ہے۔

”آخر کب تک ہم بنی نوع انسان کو اس دلخراش طریق پر گرم سلاخوں پر سکڑتے اور بھنتے دیکھنے کی اذیت برداشت کرتے رہیں گے“

نکلسن مسٹر ایڈورڈز کو خط لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہے

دہلی میں انگریز عورتوں اور بچوں کے قاتلوں کے خلاف ہمیں ایک ایسا قانون پاس کرنا چاہئے جس کی رو سے ہم ان کو زندہ ہی جلا سکیں۔ یا زندہ ان کی کھال اتار سکیں۔ یا گرم

سلاخوں سے اذیت دے کر ان کو فنا کے گھاٹ اتار سکیں۔
ایسے ظالموں کو محض پھانسی کی سزا سے ہلاک کر دینے کا خیال ہی مجھے دیوانہ کئے دیتا ہے۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ کاش میں دنیا کے کسی ایسے گمنام گوشے میں چلا جاؤں، جہاں مجھے یہ حق حاصل ہو کہ میں حسبِ ضرورت سنگین انتقام لے کر دل کی بھڑاس نکال سکوں۔

اس دستاویز میں ــــ آگے چل کر وہ انتقام کی آگ کو فرو کرنے کے لئے مفروضہ مذہبی تعلیم تک کو دلیل کے طور پر پیش کرنے سے نہیں چوکتا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

"میرا خیال یہ ہے کہ اس قسم کی ایذا دہی کے طریقے مناسب اور صحیح نہ بھی ہوں پھر بھی ہمیں ان طریقوں کو بالضرور استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہاں پر اس قسم کے انتقام لینے کے طریقے رائج ہیں۔ دوسری طرف انجیل مقدس میں بھی یہ حکم ہے کہ مجرموں کے اعمال کی مناسبت سے سزا دی جائے گی۔ اگر ایسے قاتلوں کے حق میں پھانسی کی سزا کافی سمجھی جائے گی تو میرے خیال میں معمولی سزا کے مستحق ہیں اگر میرے بس میں ہو باوجود اس امر کے کہ مجھے پہلے ہی یہ بتا دیا جاتا کہ میری موت کل واقع ہونے والی ہے پھر بھی میں ان بدبختوں کو ایسی شدید ایذائیں دے کر ہلاک کرتا جہاں تک کہ میرا دماغ یاوری کرتا۔

کوپر ڈپٹی کمشنر امرتسر غدر کے شروع ایام میں اپنی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مسٹر مونٹ گمری گورنر پنجاب کے حکم سے پنجاب میں جہاں کہ عام طور پر لوگ ابھی تک وفادار ہیں ایک سکھ پلٹن کے صوبیدار، سوار پولیس کے رسالدار اور ایک داروغہ جیل کو "فرض کی کوتاہی" کے الزام میں پھانسی پر لٹکانا ضروری سمجھا گیا"

لارڈ رابرٹس ایک ادھ چٹھی کے دوران میں جو اس نے دسمبر میں اپنی بہن کو لکھی۔ اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ہم مستقبل قریب میں ایک خوشگوار نتیجے تک پہنچ جائیں گے۔ یعنی اگر خدا نے چاہا تو وسط فروری تک ہم باغیوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔

لیفٹنٹ مسجنڈی لکھتا ہے، ایک عینی شاہد بیان کرتا ہے کہ کس طرح سکھوں اور انگریزوں نے ایک مسلمان قیدی کے چہرہ کو بار بار سنگینوں سے زخمی کر کے زندہ ہلکی آگ میں جلایا۔ بدنصیب قیدی کے جلتے ہوئے گوشت سے مکروہ بدبو نکل کر آس پاس کی فضا کو مسموم بنا رہی تھی۔ انیسویں صدی میں جب کہ تہذیب اور شائستگی پر ناز کیا جاتا تھا۔ ایک ایسا دردناک نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک انسان نہایت وحشیانہ طریق سے زندہ آگ میں جلایا جا رہا ہے۔ اور سکھ اور یورپین نہایت اطمینان اور متانت سے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر اردگرد کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ گویا کہ وہ ایک تفریح کا سامان تھا۔

ٹائمز آف انڈیا کے فوجی نامہ نگار مسٹر رسل نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ چند دنوں کے بعد میں نے اس شخص کی جلی ہوئی ہڈیوں کو اسی میدان میں پڑا ہوا پایا۔

ٹائمز آف انڈیا کے ایڈیٹر مسٹر ڈی لین جو آئرلینڈ کے رہنے والے ہیں اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں:۔

زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سینا یا پھانسی سے پہلے ان کے جسم پر سور کی چربی ملنا یا زندہ آگ میں جلانا۔ یا ہندوستانیوں کو مجبور کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کریں۔ ایسی مکروہ اور منتقمانہ حرکات کی دنیا کی کوئی تہذیب بھی اجازت نہیں دیتی۔ ہماری گردنیں شرم اور ندامت سے جھک جاتی ہیں۔ اور یقیناً ایسی حرکات عیسائیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہیں جن کا کفارہ لازمی طور پر ہمیں ایک دن ادا کرنا پڑے گا۔ اس قسم کی دردناک جسمانی اور دماغی سزاؤں کے دینے کا ہمیں کوئی حق نہیں اور نہ ہی یورپ میں ہم ایسی سزائیں دینے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

جب اگست میں انگریزی فوج ہندوستانی دیہات جلانے کی مہم سے واپس آ رہی تھی تو راستے میں انہوں نے وفادار سپاہیوں کی ایک جماعت کو بلا وجہ گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنا دیا۔ چنانچہ انتقام کے اس خوفناک مظاہرے پر اظہار خیال کرتے ہوئے ٹائمز آف انڈیا نے اس واقعہ کو جنگی یا وحشی انصاف سے تعبیر کیا۔

جنرل آؤٹ ریم کی رائے میں یہ واقعہ معصوم انسانوں

کا "سنگدلانہ قتل" تھا۔ چنانچہ ستمبر میں جنرل آؤٹ ریم نے مسٹر گرانٹ کو ایک مراسلہ میں اس بات کا صاف اظہار کیا۔

"سپاہی اس حد تک خوف زدہ ہو گئے تھے کہ اول تو انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا پھر باغیوں میں شامل ہو کر ہمارے مقابلہ میں انتہائی مشکلات پیدا کرنے میں پورا زور صرف کر دیا۔ بایں ہمہ ان پر کسی قسم کے رحم کا اظہار نہیں کیا گیا۔

رابرٹ ایک ماتحت فوجی افسر کا خط مورخہ بیس فروری ۱۸۵۸ء جو اس نے اپنی بہن کو لکھا اس بات کا مکمل شاہد ہے عبارت حسب ذیل ہے۔

"تمہیں ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میں سپاہیوں یا ان بدمعاشوں پر جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کرنے میں حصہ لیا۔ کبھی کسی قسم کے رحم کا اظہار کرتا ہوں، برخلاف اس کے غالباً چند آدمی ایسے نکلیں گے جو میری طرح بے رحم اور سنگدل ہوں، قیدی کے سامنے آتے ہی پھانسی دینے کے لئے سب سے پہلے میری آواز بلند ہوتی ہے۔ کوپر ہمیں بتاتا ہے، قیدیوں کی دائمی نجات کا راستہ نہایت آسان تھا یعنی باغیوں کو دیکھ کر فی الفور نکلس کا نعرہ "الآ لا نٹنیے" فرانسیسی مقولہ، یعنی "پھانسی پر لے چلو" بلند کیا جاتا تھا

ایک پادری کی بیوہ فاتحانہ انداز میں لکھتی ہے۔

"جب سے باغی جب گرفتار ہو کر آتے تو ان کو سنگینوں کی نوک سے گرجے کے فرش کو صاف کرنے پر مجبور کیا گیا بعضوں نے اس کام کو جھجکتے ہوئے کیا۔ اور بعض نے تھوڑی سے تاکہ شاید پھانسی کی سزا سے بچ جائیں۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ وہ سب کے سب پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔

میکنڈی لکھتا ہے۔ وہ رات ہم نے جامع مسجد پر پہرہ دیتے ہوئے بسر کی۔ تمام رات آج کے صبح کے قیدیوں کو گولی سے اڑا دینے اور پھانسی پر لٹکانے میں گزر گئی۔ بہت سے بچارے تو اسی وقت ختم ہو گئے۔ لیکن آخر وقت تک ان کے چہروں سے شجاعت اور ضبط کے آثار ہویدا تھے۔ جو اس سے کسی بڑے مقصد کے شایانِ شان علامات تھیں۔

میجر رینالڈ کو جب وہ ہراول فوج کا ایک دستہ لے کر کانپور کے محصورین کی امداد کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ ذیل کی ہدایات جنرل نیل کی طرف سے موصول ہوئیں۔

بعض دیہات کو ان کی مجرمانہ حرکات کی بناء پر عام تباہی کے لئے منتخب کر دیا گیا ہے۔ جہاں کی تمام مرد آبادی کو قتل کر دینا ہوگا۔ باغی رجمنٹوں کے تمام ایسے سپاہی فی الفور پھانسی پر لٹکائیے جائیں۔ جو اپنے چال چلن کے متعلق اطمینان بخش ثبوت نہ پہنچا سکیں۔ قصبہ فتح پور کی تمام آبادی کو محاصرہ میں لے کر تہ تیغ کیا جائے۔ کیونکہ اس قصبہ نے بغاوت میں حصہ لیا ہے باغیوں کے تمام سرغنوں کو اور بالخصوص فتح پور کے تمام سرغنوں کو فی الفور پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر وہاں کا ڈپٹی کلکٹر قابو میں آجائے تو اسے وہیں پھانسی دیدی جائے اور اس کے سر کو کاٹ کر وہاں کی سب سے بڑی عمارت پر لٹکا دیا جائے۔

(حوالہ کتاب ۵۷ء کی کتاب پانچ باب دوم)

قتلِ عام بلا تمیز مجرم و غیر مجرم اس حد تک تھا کہ بیگم اودھ نے ۱۸۵۸ء میں نہایت ہی مایوسانہ وقار کے ساتھ ایک اعلان میں لکھا

"کسی شخص نے یہ خواب میں نہیں دیکھا کہ انگریز نے کبھی کسی مجرم کو معاف کیا ہو۔ (حوالہ کتاب منٹگمری مارٹن باب چھبیس)

لارڈ کیننگ نے اپنے ایک مراسلہ میں جو ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ یورپین قوم کی طبائع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہماری قوم کے دماغ میں ایک عالمگیر دیوانگی اور انتقام کا جذبہ موجزن ہے۔ چنانچہ اس میں وہ فریق بھی شامل ہیں جن سے بہتر طرز عمل کی توقع تھی۔ ایسی گری ہوئی ذہنیت کو دیکھ کر ناممکن ہے کہ ان کے ہم قوم ساتھیوں کی گردنیں ندامت اور شرمندگی سے نہ جھک جائیں۔ کیونکہ ہر دس آدمیوں میں سے ایک بھی تو ایسا دکھائی نہیں دیتا جو چالیس یا پچاس ہزار انسانوں کے بے دریغ قتل و پھانسی کو ضروری اور صحیح نہ سمجھتا ہو۔

لیکن بدقسمتی سے لارڈ کیننگ اپنے جذبات کو عملی جامہ پہنانے میں ہمیشہ کمزور ثابت ہوئے۔ یعنی ان کے افعال ہمیشہ

ان کے اعلیٰ جذبات کے مطابق نہیں ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ فوجی عدالتوں اور سپیشل کمشنروں کے تشدد اور ظلم کا ذکر کرتے ہوئے سر جارج کیمپ بیل لکھتا ہے:۔

"متعدد دفعہ مارشل لاء کا ذکر سنا ہے۔ یہ مارشل لاء سوائے اس کے کہ ایک فوجی سپاہی کو اختیار دیا جائے کہ جس کو چاہے جان سے ہلاک کر دے۔ اور جس کی جائداد پہ چاہے قبضہ کر لے کچھ نہیں۔ میرے نزدیک تو مارشل لاء یا فوجی قانون کے یہی معنیٰ ہیں۔ اگرچہ صاف طور پہ الفاظ میں اس کی تشریح نہیں کی جاتی چنانچہ بتاریخ ۷ جون ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ نے مارشل لاء جاری کرنے کا اعلان کر دیا تو اس کے بعد حکومت کا یہ فرض تھا کہ آنکھیں کھول کر اس خطرناک قانون کے استعمال کی پوری پوری نگرانی کرتی۔ بایں ہمہ اس غفلت کا نتیجہ یہ نکلا کہ رحم اور انصاف کے اعلیٰ اصول تو ایک ردی کاغذ کی حیثیت سے ایک طرف ڈال دیئے گئے اور ان کی جگہ فوجیوں نے خوب دل کھول کر نہایت ہی وحشیانہ طریق پر بے دریغ خون کی ندیاں بہائیں۔ یہاں تک کہ اس تمام مکروہ طرز عمل میں فوجی قانون کو نمائشی استعمال بھی نہیں کیا گیا"

(بحوالہ کتاب میموئرز آف مائی انڈین کیریر صفحہ ۲۳۲)

سر جان کیمپ بل کے مقابلہ میں ایک معقول دماغ کے انگریز افسر کو یہی خیال سوجھا تھا۔ چنانچہ میننڈی صفحہ ۱۹۵ پر لکھتا ہے

"میرے خیال میں اس لڑائی کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مجرموں کے مقابلہ میں معصوم اور بے گناہ انسانوں کو زیادہ اذیتیں برداشت کرنی پڑیں۔ اودھ کے غریب دیہاتیوں کے درمیان انتقام لیتے وقت کوئی تمیز نہیں کی گئی۔ اگرچہ مؤخر الذکر کے خلاف بھی کسی قدر نا انصافی یا لوٹ مار کا شبہ کیا جاتا تھا۔ پھر بھی یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ وہ بغاوت کے مرتکب نہیں ہوئے۔ زیادہ سے زیادہ ان کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بغاوت سے فائدہ اٹھا کر اپنے ملک کو غیر ملکیوں کے ہاتھ سے آزاد کرنے کی کوشش کی۔ اب رہا یہ امر کہ یہ ان کا طرز عمل درست تھا یا غلط تو یہ ایک دوسرا سوال ہے۔

انہوں نے تو اپنے تئیں حق بجانب سمجھ کر اپنے وطن کو آزاد کرنے کے لئے کوشش کی۔ اس لئے ہم اس جذبہ کو برا نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ ہمارے حق میں یہ زیادہ مفید اور تسلی بخش ہوتا اگر ہم سپاہیوں کو چھوڑ کر اودھ کے باشندوں کی جان بخشی کر دیتے۔ اور ایسی دردناک سزائیں نہ دیتے۔

مسٹر رسّل اس سوال کی مزید وضاحت اس طرح کرتا ہے۔

اس جرم پر سول رعایا کو ہولناک سزائیں دینا کہ انہوں نے نہتے ہونے کے باوجود مسلح باغیوں کا مقابلہ کیوں نہ کیا۔ سیاسی نقطہ نظر سے یہ ایک فاش غلطی ہے محض ہمدردی کا اظہار کسی کے مجرم ہونے کی دلیل نہیں بن جاتا۔ یہ تو انسانیت اور انصاف کے خلاف ہے کہ تمام اضلاع کو ہی تاخت و تاراج کر دیا جائے محض اس جرم پر کہ باغیوں نے ان علاقوں پر پڑاؤ کیا تھا۔

ان ہولناک واقعات کی یاد محو کرنے کے لئے غالباً کئی سو سال درکار ہوں گے۔ لیکن باہمی اعتماد کی کیفیت تو میرے خیال میں کبھی پیدا نہیں ہو گی۔

فریڈرک کوپر ڈپٹی کمشنر امرتسر نے ان واقعات کو ایک کتاب کی شکل دی وہ لکھتا ہے۔

باغیوں کی قسمت کو بدلنے کے لئے قدرت اور اتفاقات حسنہ نے ہمارا ساتھ دیا کیونکہ اگر انہوں نے بھاگنے کے لئے کوشش کی ہوتی لازماً ایک ہولناک لڑائی شروع ہو جاتی لیکن شکر ہے کہ انہوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ قدرت نے ان کے دماغ میں خاموش رہنے کا سوال ایسا ڈال دیا جو بالکل ہمارے حق میں تھا۔ جب ہم نے دو کشتیوں پر سپاہ کو بھیجا کہ دریائے راوی کے کنارے اس طرف شمال کی جانب وہ باغیوں کو پکڑ لائیں۔ تو وہ سنگینوں اور پستولوں کی چمک سے خائف ہو کر سمٹ کر دونوں ہاتھ سینوں پر باندھ کر ساحل کی طرف پوری خاموشی اور عاجزی کے ساتھ بڑھے۔ اگرچہ بعض نے ان میں سے چھلانگیں ماریں لیکن فی الفور ان کی طرف سنگینوں کا رخ کیا گیا۔ جس کو دیکھ کر

اُنھوں نے کشتیوں کی طرف رُخ کیا۔ وہ بھی ایک عجیب اور بھیانک نظارہ تھا جبکہ ان کے بلبلے عکس، پانی پر سورج کی کرنوں سے پڑتے دکھائی دیتے تھے۔ چونکہ حکم دیا گیا تھا کہ کسی آدمی کو گولی سے نہ مارا جائے۔ اس لئے ان احمقوں نے سمجھا کہ مسٹر کوپر کا منشاء ان کو جان سے مارنے کا نہیں بلکہ ان کے خلاف باقاعدہ مقدمے چلائے جائیں گے چنانچہ اس غلط امید کے بھروسے پر چھتیس تنومند نوجوانوں نے اپنے آپ کو ایک ہی شخص کے ہاتھ سے بندھوانے کے لئے پیش کر دیا۔ آدھی رات کو (۲۸۲) دوصد بیاسی آدمیوں کو قید کرکے کوتوالی کے ایک برج میں بند کر دیا گیا ان کے علاوہ باغیوں کی کافی تعداد کو دیہاتیوں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا جن کے انجام کے متعلق تاریخ کے صفحات آج تک خاموش ہیں کہ دیہاتیوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ چونکہ اسی رات بارش ہو گئی تھی اس لئے پھانسیوں کو دوسرے دن پر اٹھا دیا گیا۔ دوسرے دن بقر عید کا دن تھا۔ چنانچہ مسلمان سواروں کو اس تہوار کے منانے کے لئے امرتسر بھیج دیا گیا۔ اور صرف ایک عیسائی افسر وفادار سکھوں کی امداد سے ایک مختلف قسم کی قربانی کرنے کے لئے وہاں پر اکیلا رہ گیا۔ جو مطلقاً نہ گھبرایا۔ بلکہ پورے حوصلے اور جرأت سے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا۔ اور اتفاق سے قریب ہی ایک ویران کنواں مل گیا جس سے اس مشکل کا حل بھی نکل آیا کہ متعفن کے وہاں کے رہنے والوں کی صحت خراب ہو۔ ان دوصد بیاسی میں سے تقریباً ڈیڑھ سو باغیوں کو جب اس طرح گولی سے اڑا دیا گیا تو قتل کرنے والوں میں سے ایک شخص غش کھا کر گر پڑا جو ہلاک کرنے والوں میں سے سب سے بوڑھا سپاہی تھا۔ اس لئے آرام کرنے کے لئے تھوڑا سا وقفہ دیا گیا۔ اور جب تعداد دوسو سینتیس تک پہنچ گئی تو ایک افسر نے اطلاع دی کہ باقی باغی بُرج سے باہر آنے سے انکار کرتے ہیں۔ جہاں کہ وہ چند گھنٹے عارضی طور پر پہلے سے بند کر دئیے گئے تھے۔ اس پر برج کے دروازے کھولے گئے تو معاً ایک نہایت ہی دردناک نظارہ دیکھنے میں آیا جس سے ہال ویل کے بلیک ہول کی یاد دوبارہ تازہ ہو گئی یعنی

پینتالیس انسانوں کی مردہ لاشوں کو باہر لایا گیا۔ جو خوف۔ گرمی۔ سفر کی صعوبت اور دم کے گھٹنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو گئے تھے۔

آگے کوپر لکھتا ہے

کہ بعد میں ان مُردہ اور نیم مردہ لاشوں کو اپنے مقتول ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ گاؤں کے بھنگیوں کے ہاتھوں قریب کے ویران کنویں میں پھنکوا دیا گیا۔ جہاں لارنس گورنر پنجاب نے کوپر کی ان حرکات کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے ذیل کے الفاظ میں اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ بھیجا۔

لاہور مورخہ دو اگست ۱۸۵۷ء

میرے پیارے کوپر

ہندوستانی پیادوں کی پلٹن علاقہ ۲۶ (چھبیس) پر جو فتح آپ نے حاصل کی ہے اس کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ نے اور آپ کی پولیس نے نہایت جرأت اور دلیری سے باغیوں کی سرکوبی میں حصہ لیا۔ جس کے لئے حکومت آپ کی مشکور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ باغیوں کی سزایابی دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہوگی۔ نیز توقع ہے کہ تمام ایسے افراد کو قابو میں لانے کی جملہ تدابیر پر عمل کیا جائیگا جو اس وقت تک مفرور ہیں۔

رابرٹ مونٹ گمری نے ذیل کا خط مسٹر کوپر کے نام لکھا وہ لارنس کے بعد پنجاب کا لیفٹنٹ گورنر مقرر کیا گیا۔ آپ نے درست قدم اٹھایا۔ جس کے لئے آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ایسے نازک وقت میں سوچنا یا دیر کرنا یا واپس لوٹنا کوئی فائدہ نہیں دیا کرتا۔ جب تک تم زندہ ہو یہ کامیابی ایک قیمتی موتی کی طرح تمہاری کلاہِ افتخار پر چمکتی رہے گی۔ یہاں پر بھی باقی تین پلٹنیں کسی قدر مذبذب تھیں لیکن اب مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی حرکت نہیں کریں گی۔ حالانکہ میری دلی خواہش ہے کہ وہ کوئی ضرور ایسی حماقت کریں تاکہ ان میں سے ایک بھی سپاہی کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

کوپر نے اپنی ان سفاکانہ حرکات کے بعد ہوڈسن کو ایک ایسے فعل پر مبارکباد کا خط لکھا۔ جس کی درندگی

اور سفاکی کو کسی نے بھی پسند نہیں کیا۔ بلکہ ان انگریز افسران نے بھی اس واقعہ کی قطعاً کوئی حمایت نہ کی۔ جنہوں نے غدر کی یادداشتیں مرتب کیں۔

میرے پیارے ہوڈسن بادشاہ کو گرفتار کرنے اور اس کے بچوں کے قتل کرنے پر تم اور تمہاری پلٹن ہر طرح کی مبارکباد کے مستحق ہو، مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی ایسے معاملات میں ہمیشہ کامیاب رہو گے (جس سفاکانہ طریقہ سے بادشاہ اور اس کے بچوں کو قتل کیا گیا اس کو احاطہ تحریر میں لانے سے دل دہلتا ہے)

کوپر کی سنگدلی یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ ایک سپاہی اس قدر شدید زخمی تھا کہ پھانسی دینے کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ مسٹر مونٹ گمری کے مشورہ پر اس کی پھانسی کی سزا ملتوی کی گئی۔ (صرف ملتوی) تاکہ وہ وعدہ معاف گواہ کی حیثیت سے آئندہ مفید ثابت ہوسکے۔ مونٹ گمری نے لکھا۔

زخمی سپاہی سے جس قدر حالات معلوم ہوسکیں قلمبند کرلئے جائیں۔ تاکہ وہ اس کے بعد لاہور پہنچ کر باغیوں کا انجام اپنی زبان سے خود لوگوں میں بیان کرے۔ لاہور سے باہر تم کافی خوں ریزی کرچکے ہو، اور یہاں پر فوجیوں کے سامنے ایسی نمائش کی سخت ضرورت ہے۔ نیز جس طریق سے اس وقت سزائیں دی گئی ہیں ان کے متعلق بھی لوگوں کو آگاہ کرنا لازمی ہے

مندرجہ بالا حکم کے مطابق تمام زخمی اور اکتالیس کے قریب باغیوں کو دیہاتوں سے تلاش کرکے بھیجدیا گیا جن کو فوجیوں کے سامنے توپوں سے باندھ کر اڑا دیا گیا کوپر کے الفاظ میں نمبر ۲۶ پلٹن کو قرار واقعی سزا دی گئی اور سب کی سب تباہ کردی گئی۔

پھانسیوں کے متعلق اخبار ٹائمز لکھتا ہے۔ (حوالہ منٹگمری مارٹن باب بائیسواں)

بغاوت کے اعلان کے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر پانچسو آدمیوں کو قانون کی رو سے سزا دی گئی۔ قارئین یہاں بجا طور پر سوال کریں گے کہ ان کا جرم کیا تھا اور کس قانون کے ماتحت اس کثیر تعداد کو پھانسیاں دی گئیں۔ حالانکہ اس وقت کے ذمہ دار حکام کی اپنی رپورٹوں سے یہ تصدیق ہوچکی ہے کہ باغی بالکل نہتے تھے۔ اور طوفان سے ڈر کر بھاگ نکلے تھے نیز محاصرے کے وقت بھوک اور مسافت کی تکلیف اور صدمے سے ان کی حالت نیم مُردہ انسانوں کی تھی۔

مسٹر گریتھڈ جو محاصرین کے ساتھ سول کمشنر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ لکھتا ہے کہ۔

"وہ انگریزوں کے قتل کے عوض پانچ سو باغیوں کی جان لینا ایک ایسا خوفناک بدلہ ہے کہ جو کبھی فراموش نہیں ہوسکے گا۔

چنانچہ اس سفاکی کی انتہاء ہوجاتی ہے جب ہم کوپر کے ذیل کے الفاظ کو پڑھتے ہیں جو اس نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھے۔

"ایک کنواں تو کانپور میں ہے۔ لیکن ایک دوسرا کنواں بھی ہے جو اجنالہ ضلع امرتسر میں ہے"

ایک افسر جو رینالڈ کے دستے کے ساتھ متعین تھا بتلاتا ہے کہ ہندوستانیوں کو اس کثرت کے ساتھ پھانسیوں پر لٹکایا گیا جو بیان سے باہر ہے۔ (ملاحظہ ہو رسل کی ڈائری صہ ۲۲۱ و ۲۲۲)

دو دن کے اندر بیالیس آدمیوں کو سڑک کے کنارے پھانسی دی گئی۔ بارہ آدمیوں کو صرف اس جرم میں پھانسی کی سزا ملی کہ جب فوج مارچ کرتی ہوئی ان کے سامنے سے گذری تو ان کے چہرے دوسری طرف کیوں تھے۔ جہاں جہاں فوج نے پڑاؤ کئے وہاں پر قرب و جوار کے تمام دیہات جلے ہوئے تھے۔ یہ کہنا کہ یہ سب مظالم کانپور کے حادثہ کا جواب تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ کانپور کا شیطانی واقعہ ان خوفناک حوادث کے بہت بعد پیش آتا ہے۔ افسر مذکور نے احتجاجاً مشورہ دیا کہ اگر ہم اسی طرح دیہات کے جلانے کی کاروائی کرتے رہیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ فوج کو راستے میں رسد اور چارہ بالکل دستیاب نہیں ہوسکے گا۔

دہلی کے محاصرہ کے متعلق چیمبن کی ڈریٹو میں تحریر ہے۔

گولہ باری کے وقت پانی پلانے والوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ پانی بہا

ریں۔ حالانکہ بہت سے اس کام میں گولیوں کا نشانہ بنائے گئے
پانی مہیا کرنے کے لئے ان کو گولیوں کی زد سے گذرنا پڑتا تھا۔
جس سے وہ بدقسمت مفت میں گولیوں کا شکار بنتے تھے بہائیں
گھسیارے، اور کہاروں کو دن کی گرمی اور رات کی سردی میں
کھلے میدان کے اندر ہماری خدمت کرتے ہوئے زخمی بھی ہوتے
تھے۔ دہلی کے باشندوں کے قتل عام کی منادی کی گئی۔ حالانکہ
ان میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کے متعلق ہمیں علم تھا
کہ وہ ہماری فتح کے خواہشمند تھے۔ ہمارے اکثر نوجوان تو محض
خون گرانے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنی ہی فوج کے
ہندوستانی اردلیوں اور پوربی گھسیاروں وغیرہ کو گولی سے
اڑا دینے کی تمنا کا علانیہ طور پر اظہار کرتے تھے۔
کے اسی، ان مکروہ حالات پر پردہ ڈالتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔
جس تھوڑی تھوڑی منقلب طور پر حقیقت بھی آشکار ہوتی
ہے۔ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ انگریزوں کے سلوک میں سختی
کا عنصر غدر کے بعد پیدا ہوا یا اس سے پہلے بھی موجود تھا۔
یعنی غدر سے پہلے بھی ہندوستانی ملازمین کے ساتھ کوئی بہتر سلوک
نہیں ہوتا تھا۔ بناء بریں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ برا سلوک کسی
منتقمانہ رنگ سے کیا گیا تھا۔ (جاری ہے)

بقیہ: مرزا اپنے مرید خاص کی نظر میں

پیسہ اخبار کی خدمت مرسل ہے۔ اس میں میرے عقیدے
کا مفصل بیان ہے۔ ایک ورق ایڈیٹر الحکم کو بھی بھیج دیا
ہے۔

خاکسار مولوی عبدالعزیز نمبردار و رئیس بٹالہ
ضلع گورداسپور

چنیوٹ میں عبادت گاہ کو مسجد لکھنے پر قادیانی گرفتار

چنیوٹ ۱۸ ستمبر (مشرق رپورٹ) عبادت گاہ کو مسجد تحریر کرنے پر پولیس
نے ربوہ کے ایک قادیانی محمد یوسف کو گرفتار کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق یوسف
نے اپنی دوکان کی تشہیر کے لئے ایک اشتہار چھپوا کر بانٹا جس میں قادیانیوں کی
عبادت گاہ کو مسجد اقصیٰ لکھا گیا تھا۔ جب یہ بات پولیس کے علم میں آئی
تو اس کو زیر دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کرکے گرفتار کرلیا گیا۔
(روزنامہ مشرق کراچی یکم اکتوبر ۱۹۸۴ء)

بقیہ خصائل نبوی ﷺ

فاقے کرتے ہیں کتنے لوگ ایسے ہیں جن کو ٹھکانا میسر نہیں،
بے ٹھکانے گزر کرتے ہیں اسی طرح سے کوئی حامی مددگار نہیں
ہے جو مصائب میں کوئی اعانت کرسکے اللہ تعالیٰ کے کتنے احسانات
ہیں جس نے یہ سب کچھ عطا فرما رکھا ہے۔

بقیہ: آپ کے مسائل کا جواب

بچتا ہوں تو غیر محرم پر نظر بد کے جرم کا ارتکاب ہو
جاتا ہے نظر بد سے بچنا میرے جیسے کے لیے تو بہت ہی
مشکل ہے۔

جواب ۔ فوراً نظر ہٹا لی جائے، خیالات کا ہجوم غیر اختیاری ہو تو
مضر نہیں۔ بلکہ ہجوم خیالات کے باوجود بالقصد دوبارہ
نہ دیکھنا مجاہدہ ہے اور انشاء اللہ اس پر اجر ملے گا۔
اسی کے ساتھ استغفار کر لیا جائے۔ انشاء اللہ غلط خیالات
کے اثرات قلب سے دھل جائیں گے۔

بقیہ: ابتدائیہ

مؤثر نفاذ کے لئے ہر حلقہ میں "ناظم صلوٰۃ" مقرر کر دیئے گئے ہیں
اس کے لئے انہیں ایک تقرر نامہ بھی دیا گیا ہے جس پر گورنروں
کے دستخط موجود ہیں۔ ___

___ ہمارے خیال میں قادیانیوں کو یہ "نظام صلوٰۃ"
ہضم نہیں ہو رہا۔ اس لئے صدر مملکت کے اس نظام صلوٰۃ
کو ناکام کرنے کے لئے مسلمان ملازمین کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جا رہا ہے،
ہم دارالعلوم کورنگی کے اس فتویٰ سے بالکل متفق ہیں کہ:۔
"اگر یہ صحیح ہے کہ دورانِ ڈیوٹی نماز پڑھنے نہیں دی جاتی
تو قادیانی ایمپس کا مالک سخت تعزیری سزا کا مستوجب ہے۔"

اعتذار

گذشتہ شمارے میں قطعات در مدح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
شائع ہوئے تھے، جن پر جناب مسلم غازی صاحب کا نام شائع ہونے
سے رہ گیا ہے ___ ادارہ اس پر معذرت خواہ ہے۔

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ

چند ضروری مسائل — سائل، سید انور علی ہاشمی

سوال ۔ مکروہ تحریمی کی اصل قرآن وسنت اور دین محمدی کی روشنی میں وضاحت سے بیان فرمائیں ۔

جواب ۔ مکروہ تحریمی ، عملی طور پر حرام چیز کو کہتے ہیں ۔ حرام اور مکروہ تحریمی کے درمیان وہی فرق ہے جو فرض اور واجب کے درمیان ہے ، اس سے زیادہ کی تحقیق عوام کے کام کی نہیں ۔

سوال مرنے کے بعد میت کو تجہیز وتکفین کے لیے روک کے رکھنا کیسا ہے از روئے شرع شریف کتنی دیر تک مردہ میت کو عزیز واقارب ، یار دوست ، باپ بھائی ، استاد اور پیر و مرشد کی شرکت کے لیے قبر میں دفن نہ کرے ، کیا شرکت ضروری امر ہے ؟

جواب میت کی تجہیز وتدفین میں جلدی کرنے کا حکم ہے لوگوں اور رشتہ داروں کے انتظار میں اس کو روکے رکھنا خلاف سنت ہے ۔

خیالات فاسدہ کا علاج — سائل ۔ ایک صاحب

سوال ۔ مجھ میں ایک مرض یہ ہے کہ جب کسی کو گناہ میں مشغول دیکھتا ہوں تو اس میں دل کو نکیر ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے ۔ اس کی اور گناہ کی حقارت بھی ہوتی ہے لیکن جب خود سے گناہ کا ارتکاب کا ہوتا ہے تو نہ خوف نہ حقارت نہ نفرت نہ انکار نہ حیا کچھ بھی نہیں ہوتا ہاں مخلوق کا خوف ہوتا ہے کہ کسی کو پتہ نہ لگ جائے ، ذلت ہوگی اس کے باوجود گناہ سے اجتناب نہیں ہوتا ۔

جواب ۔ گناہ اور گناہگار سے کبیدگی تو علامت ایمان ہے ، تاہم یہ احتمال کہ یہ شخص مجھ سے حالاً و مآلاً اچھا ہو ۔ بس اس کا استحضار کافی ہے اس سے زیادہ کا انسان مکلف نہیں ہے ۔

سوال خیالات فاسدہ ، گندے غلیظ وساوس ، نظر بد جیسے جرائم کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے ۔ کبھی کبھی فوراً ندامت پشیمانی ہوتی ہے اور کبھی ندامت پاس سے بھی نہیں گزرتی ، داڑھی منڈوانے سے راگ ناچ گانا اسی طرح سے ہر گند سے فعل سے نفرت ہے اس کے مرتکبین سے نفرت ہے ۔ لیکن مجھے لے لذت گناہوں کی خواہشات کا غلبہ رہتا ہے ۔

جواب ۔ خیالاتِ فاسدہ ، وساوس وغیرہ جن کو آپ مرض سمجھ رہے ہیں یہ مرض نہیں بلکہ غیر اختیاری امور ہیں جن پر مؤاخذہ نہیں بلکہ مجاہدہ ہے ۔ آپ کسی فارغ وقت میں " مراقبہ دعائیہ " کیا کریں ۔ باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر آنکھیں اور زبان بند کر کے اپنی حالت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیں ۔ اور دل میں اللہ سے عرض کریں کہ یا اللہ ! میری حالت تو آپ کے سامنے ہے آپ قادر مطلق ہیں ۔ میری حالت اچھی کر دیجئے اور مجھے آخرت میں رسوا نہ کیجئے ۔

سوال ۔ آج کل زیبائش عریانی عام ہے جب کبھی ضروریات کے لیے

باقی صفحہ ۱ پر ملاحظہ فرمائیں

تار کا پتہ
شاہین کراچی

ٹیلیکس
۲۷۱۹

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمد للہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبہ
میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ
کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، ہمارا ان کمپنیاں
اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ سرکاری اور کراچی
پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں

فون : ۲۷۱۸۴۲ ، ۲۷۱۸۹۴ ، ۲۷۱۸۰۴

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

کاروان ختم نبوت

رپورٹ : منظور احمد الحسینی

- مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام تقریب تقسیم انعامات
- تہجد کی نماز قلب کی نورانیت اور قبر کی ظلمت دور کرنے کے لیے نسخہ کیمیا ہے۔ مولانا لدھیانوی۔
- تحفظ ناموس رسالت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں عبدالرحمٰن باوا

کراچی:۔ پچھلے دنوں ۲۲ر ستمبر ۸۴ء بروز ہفتہ جامع مسجد اکابرین اسلام فیڈرل بی ایریا۔ میں مجلس کے تحت ایک تقریب بسلسلہ تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا۔ منظور احمد الحسینی، مولانا شاہ زمان خطیب جامع مسجد قبا بندھانی کالونی۔ مولانا عبدالکریم خطیب جامع مسجد اکابرینِ اسلام کے علاوہ کثیر تعداد میں نوجوانوں اور بچوں نے شرکت کی۔

اس مبارک تقریب کا آغاز عصر کی نماز کے بعد جناب عبدالباسط بندھانی کالونی وکامران اللہ صاحب لسبیلہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

تلاوت کے بعد مجلس کے جنرل سیکرٹری جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ جماعت براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خدمت کرنے والی ہے، ہر بچے اور ہر نوجوان کو اس پر فخر کرنا چاہئے۔

آپ نے آخر میں نوجوانوں سے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے آپ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ عصر سے پہلے بچوں میں دینی کتب بطور انعامات تقسیم کی گئیں۔ واضح رہے کہ اس عید الاضحیٰ کے موقع پر فیڈرل بی ایریا میں چار مقامات پر کھالوں کی وصولی کے لئے سنٹر لگائے گئے۔ اس کے علاوہ پاپوش نگر، لسبیلہ، مسجد قباء لیاقت آباد نمبر۱۰۔ منظور کالونی میں بھی امسال نئے سنٹر لگائے گئے، نوجوانوں اور بچوں میں کھال کی وصولی کے لئے جوش وخروش پایا گیا اور انہوں نے بڑے جذبے کے ساتھ انتھک محنت اور لگن سے مجلس کے لئے چرمہائے قربانی جمع کیں۔

مغرب کی نماز کے بعد مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت مبارک وقت ہے۔ مسجد میں ہمارا یہاں بیٹھنا نفع سے خالی نہیں۔ اس وقت اور صبح تہجد کا وقت نہایت اہم ہے۔ خصوصاً تہجد کی نماز قلب کی نورانیت پریشانیوں اور قبر کی ظلمت کو دور کرنے کے لئے کیمیا ہے۔ کسی نے حضرت جنید بغدادیؒ کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ قبر میں کیا حال رہا۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا۔

قبر کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے تہجد سے بہتر
میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔

آپ حضرات کا تھوڑی سی دیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بیٹھنا بہت ہی مبارک ہے۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو تہجد اور اوابین پڑھنے کی ترغیب دی۔

آخر میں یہ پر رونق اور مبارک تقریب مولانا ہی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

حیدرآباد:۔ مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا نذیر احمد بلوچ نے ۲۱ر جولائی کا جمعہ جامع مسجد قباء ہیرآباد میں پڑھایا۔ آپ نے اپنے قبل از جمعہ کے خطاب میں مجلس کی کارکردگی سے عوام کو آگاہ کیا۔ اور قائدینِ مجلس کی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔

آخر میں صدر پاکستان کے اس تاریخی صدارتی فیصلہ پر

(جو مجلس عمل کی حالیہ تحریک کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوا) حکومت کو مبارک باد دی۔ اور کہا کہ پورے خلوص کے ساتھ اس پر عمل درآمد کرانا اب حکومت کا فرض ہے۔

ساہیوال :۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے سرپرست اور جامعہ رشیدیہ کے مہتمم کی ضمانت کی توثیق اور مجلس کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعری کی عبوری ضمانت منظور کرلی گئی۔ ان دونوں حضرات نے چک ۱۹۵/EB شہزادیاں والا لیما روڈ میں ایک اصلاحی و تبلیغی جلسہ سے اتحاد امت اور صداقت اسلام کے موضوع پر تقریریں کی تھیں۔ یہ گاؤں آنجہانی مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی نشانی "محمدی بیگم" مرحومہ کا گاؤں ہے۔

اٹک :۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کی طرف سے گرلز کالج اٹک میں دو قادیانی لیکچراروں اور جنید ہائی سکول کے قادیانی ہیڈ ماسٹر کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

لونڈ پکھل :۔ ۱۵ راگست کو مجلس تحفظ ختم نبوت لونڈ پکھل تحصیل مانسہرہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان فضائل قرآن مجید کانفرنس مرکزی مسجد ترنگڑی پائین میں منعقد ہوئی۔

اس کانفرنس میں ضلع مانسہرہ کے جید اور ممتاز علماء کرام اور قراء عظام نے شرکت کی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔

پہلی نشست کی صدارت استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ خالد صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد مانسہرہ نائب امیر مجلس عمل نے فرمائی۔

مقررین یہ تھے۔ استاذ القراء مولانا قاری فضل ربی صاحب جنرل سیکرٹری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ مولانا مفتی عبدالمنان مانسہرہ۔ اور قاضی شمس الرحمان صاحب چھپر کنڈ۔ محمد امیر خان صاحب اور خود صدر جلسہ مولانا محمد عبداللہ خالد صاحب اور حضرت مولانا محمد مظفر اقبال قریشی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت لونڈ پکھل تھے۔

ان حضرات نے فضائل قرآن مجید، مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور سیرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی۔ قرآن مجید مسلمانوں کے لئے آخری کتاب ہے جو خدا نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اور قیام قیامت تک نہ کتاب تبدیل ہو سکتی ہے نہ پیغمبر تبدیل ہو سکتا ہے۔ ان حضرات نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ قرآن مجید کی تعلیم تو خود بھی سیکھیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔

جس آدمی کو قرآن پاک کی تعلیم حاصل ہو جائے وہ پھر آسانی کے ساتھ کسی فتنے میں پھنس نہیں سکتا۔

مقررین نے ضلع مانسہرہ میں مرزائیوں کی سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی سب سے پہلے مئی میں مانسہرہ کے مرزا کرامت اللہ قادیانی نے بازار میں آکر صدارتی آرڈی ننس کی کھلے عام تحقیر کی اور خود کو اصلی مسلمان اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا پروانوں کو نقلی مسلمان کہا۔ بازار کے غیور مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے رپورٹ درج کرائی اور اسکی گرفتاری آرڈی ننس کے بعد عمل میں آئی۔ اس کے بعد سید عبدالعزیز شاہ خطیب چھنگلہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ ایک قادیانی حملہ آور گرفتار اور ایک مفرور ہو گیا۔ اسی طرح داتہ میں قادیانیوں نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ تو وہاں بھی زہر اگلنے والوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

مسلمانوں کو غیرت دلائی گئی کہ انگریزوں کے ٹوڈیوں مرزائیوں کو کسی قسم کا تحفظ نہ دیں، بلکہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے میں مجلس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں۔

اس اجلاس میں ضلع مانسہرہ کے ممتاز قراء استاذی قاری محمد امیر صاحب، قاری فخر الاسلام صاحب قاری محمد فرید صاحب مولانا مفتی محمد داؤد صاحب۔ مولانا قاری محمد افضل صاحب اور متعدد مقامی علماء کرام نے شرکت کی۔ اس نشست کی حاضری علاقہ بھر میں ممتاز رہی۔

فضائل قرآن وختم نبوت کانفرنس کی دوسری عظیم الشان نشست کا آغاز قاری محمد اجمل شاہ اور قاری عبدالقیوم صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ نعتیں حافظ شاہنواز، حافظ شمس الاسلام نے پیش کیں۔ بعد ازاں خطیب اسلام مولانا سید اسرار الحق شاہ صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لونڈ پکھل نے تمام مسلمانوں اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسلمانوں کو مجلس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنے کی اپیل کی۔ آپ کے بعد ضلع ایبٹ آباد کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا شفیق الرحمان صاحب

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل ایبٹ آباد نے ایک گھنٹہ تک نہایت شرح و بسط کے ساتھ توحید و رسالت اور مسئلہ ختم نبوت کو بیان فرمایا۔ اور قادیانیت کو ملک و ملت کے لئے ایک خطرناک گروہ قرار دیا۔ آپ کے بعد ملک کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت اہل سنت پاکستان نے دو گھنٹہ سے زائد شمع رسالت کے پروانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت آپ کے فضائل و مناقب، آپ کے معجزات اور قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت بیان کی۔ آپ نے مسلمانوں کی جملہ پریشانیوں کا حل قرآنی نظام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے میں قرار دیا آپ نے مسلمانوں کو قرآن مجید کے حفظ و ناظرہ اور علم دین کے حصول کی طرف متوجہ فرمایا۔ آپ کے حُسنِ صوت اور انداز بیان سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ اور اسلامی تعلیمات پر چلنے کا عہد لیا۔

ان اجلاسوں میں علاقہ پکھل کے مختلف علاقوں اور شہروں سے وفود اور مندوبین نے شرکت کی۔ چند ایک قافلوں کے قائدین کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(1) بانڈی میرا سے مولانا منظر اقبال کی قیادت میں قافلہ آیا
(2) خاکی سے مولانا غلام دین صاحب۔
(3) اوگی سے مولانا حمد اللہ اور مولانا عبد الحمید صاحب۔
(4) شنگرام سے غلام مصطفیٰ صاحب
(5) بیرکنڈ سے مولانا قاضی شمس الرحمان صاحب۔ اور حاجی مقبول صاحب کی زیر قیادت۔
(6) سابقہ ریاست تناول سے قافلہ کی قیادت مولانا سید عمران شاہ صاحب ناظم نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت اور مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمائی۔
(7) شیر آباد گڑھی حبیب اللہ سے جناب مولانا محمد زرین کی قیادت میں۔
(8) بانڈی خانخیل سے محترم مولانا شفیق الرحمان صاحب کی قیادت میں آیا۔

ان اجلاسوں کے دوران سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری سید محمد شاہ مدیر مدرسہ رحیمیہ مکی مسجد نیو مراد پورہ، اور مولانا حبیب الرحمان صاحب صدر بزم حنفیہ ترنگڑی پاتین نے ادا کئے آخر میں قاری محمد شاہ ناظم نشر و اشاعت نے پھر ان تمام علماء کرام اور مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔ کہ مجلس کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے اس جلسہ کو رونق بخشی۔

بقیہ: منکرات محرم

مندرجہ بالا معروضات سے ثابت ہوا کہ صرف دو باتوں کے علاوہ باقی سارے عقائد غلط ہیں۔ اور ان دو باتوں میں سے ایک تو دسویں، گیارہویں بارہویں کا روزہ مسنون ہے اور دوسرا یوم عاشورہ کو کھانے پینے میں فراخی مسنون ہے۔ لہذا اس ماہ میں اس کام کو خود بھی کیجئے اور اپنے متعلقین کو بھی تلقین کیجئے۔ باقی جو بکھیڑے ہم لوگوں نے اپنے اوپر مسلط کر رکھے ہیں ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ یوم عاشورہ کو اتنا کھانا حسب استطاعت پکائیں کہ خود بھی کھائیں اور اپنے عزیزوں اور غریب مسلمانوں کی بھی اعانت کریں لیکن نیت اللہ کی رضا ہو۔ باقی اس ماہ میں گناہوں سے خصوصی پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے وطن عزیز میں آج کل جو لعنت وی سی آر کی گھر گھر میں آئی ہوئی ہے خدارا اس مبارک ماہ میں خدا کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔ امید ہے کہ وہ غفور رحیم آئندہ بھی بچنے کی توفیق مرحمت فرما دیں گے۔ آج کل فتنوں کا دور ہے نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ فتنوں سے محفوظ رہنے کا قاعدہ ذکر اللہ ہے۔ جتنی ذکر اللہ کی کثرت ہوگی۔ اتنی ان شاء اللہ شیطان سے حفاظت ہوگی۔ خصوصاً آجکل کے فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو التزام کے ساتھ سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کی تلاوت روزانہ ایک دفعہ خود بھی کرنی چاہئے اور دوسروں کو بھی توجہ دلانی چاہئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

عارف صحرائی

قادیاں کی یاد میں

(مرزا طاہر احمد کی ایک غزل پر تضمین)

ذکر کیا ہو رنگ ہائے گردشِ افلاک کا
اے رنگیلی قادیاں کی داستاں تیرے بغیر

گر تخیل جھوٹ کا باندھوں تو ممکن ہی نہیں
ہو سکے تکمیل ذکرِ قادیاں تیرے بغیر

صافؔ[1] کی اولاد ہو یا عبہلہ اسودؔ[2] کی روح
ہو گئے "افسوس" اب یہ بے اماں تیرے بغیر

زندقہ، مکر و فریب و دجل گر اک نور ہیں
"کس قدر تاریک ہے سارا جہاں تیرے بغیر"

مرزائی تجھ کو پھر سے پا سکیں اِک خواب ہے
کیسے ہو اس خواب کے پیکر میں جاں تیرے بغیر؟

تو نہ ہوتا گر تو یہ سب میہمانانِ جحیم
سوچنے کی بات ہے جاتے کہاں تیرے بغیر؟

---

[1] صاف بن صیاد نبوت کا پہلا جھوٹا مدعی جس نے سنہ ۲ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا [2] نبوت کا دوسرا جھوٹا مدعی نبوت